بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ واولیائہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ۰ امابعد کمترین بندہ اللہ سید محمد ظہور اللہ عفا اللہ عنہ ابن حامی دین متین سراج العارفین واصل رب العلمین محرمی راز خفی و جلی مولوی سید محمد علیؒ صاحب مرحوم و مغفور عرف شیر میان ساکن ریاست ٹونک بخدمت صوفیان والاشان و مشائخان خلد مکان و عارفان عالی خاندان کی گذارش ہے کہ در ینولا اکثر منکرین بلکہ خاص متعصبین دربارہ ثبوت گیارہوین شریف حضرت پیران پیر قدس اللہ تعالیٰ سرہ کے گفتگو کیا کرتے ہین اور سند اس فعل کی حدیث شریف سے طلب کرتے ہین غرضکہ طور طور سے تنگ کرتے ہین پھر کوئی اسکو بدعت کہتا ہے اور کوئی کفر و شرک مین شمار کرتا ہے اور کوئی عدم ثبوت فضائل مین اس گیارہوین کو باآیت وما اھل بہ لغیر اللہ کے دلائل خود مین بیان کرتا ہے چنانچہ

اب یہہ کمترین خادم درویشان بلکہ خاکپائے ایشان جملہ ثبوت فضائل اس
گیارہوین شریف کی سات سند حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بقید قلم نیاز
رقم لاتا ہے اور جملہ اعتراضات معترضین کی اب اوٹہاتا ہے اور صوفیان عظام
کو یہہ مژدہ عام سناتا ہے کہ خاص یہہ فعل گیارہوین شریف کا منجملہ افعال سنت
نبوی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی نہ یہہ بدعت سیہ ہے اور نہ کفر و نہ شرک ہے
کیونکہ جب خود نظیر اس فعل کی خاص کتاب و سنت مین موجود ہے پھر اوسکو کیونکر
بدعت و کفر و شرک کہا جاتا ہے بلکہ کرنی خاص اس فعل مین خیر و برکت و درجہ
حسنات و حصول بلند مراتب خاص جنت مین رحمت و عطا کئے جاتے ہین اور یہہ
تحفہ ہے زندونکا خاص طرف اموات کے بموجب حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے
پھر اس گیارہوین کرنے مین خود گیارہ فائدہ علیحدہ علیحدہ ہین چنانچہ وہ مفصل
ذیل اب جواب مین اس سوال سائل کی مندرج ہونگی انشاء اللہ تعالی اور نام
اس رسالہ کا برہان العارفین فی رد عقاید منکرین رکھا گیا ہے حق تعالے
قبول فرمائے تاکہ فائدہ اس سے ہر خاص و عام کو ہووے آمین یارب العلمین -

سوال

کیا فرماتے ہین صوفیان اہل کرام و مشائخان عظام اس امر خاص مین کہ جو گیارہوین
بنام حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی ہوتی ہے وہ سات تخصیص ماہ و یوم کی
ہے اسکی کیا سند ہے اوّل تو سند اسکی حدیث و آیات سے دیجاوے بصورت
عدم سند آیات و حدیث کی بیشک یہہ فعل بدعت سیہ و کفر و شرک ہے کیونکہ حدیث

مین آیا ہے کل بدعت ضلالۃ دوسری پھر نذر و نیاز کا کرنا بنام بزرگان دین سے کہ جو خاص نامزدہ ہو کر کیجاتی ہے وہ حکم وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ مین داخل ہے تیسرے نذر و نیاز کا ہونا سوائے خدا کے دیگر مخلوق کی مطلق حرام ہے
کتبہ حبیب اللہ عفی عنہ سکنہ اور ۔ عبد الحق عفی عنہ ۔ محمد دین عفی عنہ ۔ رحیم اللہ عفی عنہ

جواب

یہہ گیارہوین کا کرنا منجملہ فعل سنت کے ہے پھر یہہ طریقہ مشائخین مین سے ہے نہ بدعت سیئہ بلکہ سراسر حسنات مین داخل ہے اور یہہ مستحسن زیادہ ہے اول تو اسمین منفعت خلق اللہ ہے دوسری پھر منفعت خاص میت ہے تیسرے حصول ثواب و حسنات سے ہی چوتھے یادگار بزرگان دین ہے پانچوین حصول مراتب خود ہے چھٹے حصول ہونا بلند مرتبہ کا خاص جنت مین کہ جسکے نام سے یہہ ایصال ثواب کیا جاوے ۔ ساتوین حسن سلوک ہے سات میت کے آٹھوین اظہار و اخلاص و عقیدت سنی ہے نوین تخفیف گناہان خود ہے دسوین رضامندی خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے گیارہوین یہہ ہدیہ ہے زندونکا طرف موتوں کے ۔

اب ثبوت ہر ایک امر کا مفصل ذیل ہے

اور یہہ جملہ امورات مندرجہ سوال سایل کی بدعت سیئہ مین داخل نہین ہو سکتے ہین مگر ہان اسکو بدعت حسنہ بیشک کہہ سکتے ہین اور بدعت حسنہ کے واسطے اجر و ثواب حق تعالے سے حاصل ہے بموجب اس حدیث علیہ السلام کے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ

اجرہا واجر من عمل بہا (ترجمہ) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی
راہ نکالے بیچ اسلام کے راہ نیک پس واسطے اوسکے ہے اجر اوسکا اور اجر اوس
شخص کا جو کوئی عمل کرے اوسپر دیجائے دیگر بدعت حسنۃ فلہا اجرہا
اب کرنا اس گیارہوین شریف کا بطور ایصال ثواب کے بہتر ہے بلکہ نہایت
درجہ کو مستحسن ہے بمصداق اس حدیث شریف کے قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن رواہ مشکوۃ
وشفا قاضی عیاض یعنی جو چیز کہ نزدیک مسلمانون کے نیک ہے وہ چیز نزدیک
اللہ تعالےٰ کے بہی نیک ہے اور روایت ہے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ
کہ وہ فرماتے تھے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مردے زیادہ
محتاج ہین طرف دعا زندونکی مانند کہانے پینیکی اور کتاب شرح صدرین یون
آیا ہے الاجماع علی ان الدعاء ینفع المیت ودلیلہ بقولہ تعالےٰ
والذین جاؤا من بعدہم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا
بالایمان ترجمہ اور اجماع امت کا اوپر اسبات کے ہے تحقیق دعا زندونکی حق
مین مردون کے زیادہ تر فائدہ مند ہے سات دلیل اس آیت کے یعنی وہ لوگ
کہ آئے پیچھے اونکی کہتے ہین کہ اے رب ہمارے بخش ہمکو اور بہائی ہمارے کو کہ جو
ہمسے آگے گئے ہین ساتھ ایمان کے ثواب اس آیت سے بہی بخوبی ثابت
ہوگیا - اب ثبوت اس امر کا کیا جاتا ہے کہ تخصیص ماہ ویوم کی بہا کیونکر
جائز ہے بلکہ یہ تخصیص جاص گیا رہوین کی مطلق ہے الخ۔

تو اب جواب اسکا یہہ ہے کہ جب خود شارع کیطرف سے واسطے ہر ایک امورات
کی خاص تخصیص مقرر ہے یہان تک کہ وقت نماز و روزہ و حج و زکوۃ و فرض
و نفل و قضا و نذر و نیاز وغیرہم کی جو خود علحدہ علحدہ مقرر ہے تو اب اسمین
کوئی جا کلام کی کسیکو باقی نہین ہے دیکھو تعین ہونا یوم پنجشنبہ و جمعہ و شنبہ
و دوشنبہ کا واسطے زیارت قبور کی حدیث سے ہے پہر جانا ۱۴ شب ماہ شعبان
کو واسطے زیارت قبور کی صحیح حدیث سے ثابت ہے پہر خاص یوم دوشنبہ
کا روزہ رکہنا خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا بوجہہ ہونے یوم ولادت شریف
کی سنت ہے بمصداق اس حدیث کی وَعَنْ قَتَادَۃَ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ
تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ صلی اللہ علیہ وسلم سُئِلَ عَنْ صِیَامِ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ
قَالَ علیہ السلام ذَالِکَ یَوْمٌ وُلِدْتُ فِیْہِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ و شرح مشکوۃ
پہر اس حدیث خاص مین تخصیص یوم جمعرات و دوشنبہ و یوم جمعہ کی یہہ آئی ہے
قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ
وَیَوْمَ الْخَمِیْسِ فَیُغْفَرُ لِکُلِّ عَبْدٍ لَا یُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئًا اَلْخَمِیْسِ ۃ رواہ
مسلم و مشکوۃ ترجمہ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کہولی جاتے
ہین دروازے جنت کے پیر کے دن اور جمعرات کے روز اور دن جمعہ کے
بھی بخشش ہوتی ہے واسطے ہر بندے کے کہ نہ شریک کیا ہو سات خدا کے
کسیکو پہر اس حدیث مین یون آیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَیْہِ اَوْ اَحَدَھُمَا فِیْ کُلِّ جُمُعَۃٍ غُفِرَ لَہٗ رواہ بیہقی و شرح مشکوۃ

فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص زیارت کرتا ہے
قبر والدین اپنے کی یا ایک کی اون دونون مین سے بیچ دن جمعہ کے تو بخشش
کیجاتی ہے واسطے اوسکے گناہون سے اور لکہا جاتا ہے وہ بندہ مرحوم ہو
نیکون مین پہر اس حدیث مین قید جانے سفر کی ہے بیچ دن ہفتہ و جمعرات کے
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارک اللہ یوم السبت و یوم الخمیس
ترجمہ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالے مبارک کرتا ہی
اوس شخص کو کہ جو سفر کرتا ہے دن ہفتہ و جمعرات کے پہر تخصیص ہونا خود
ہر ایک ماہ بہی حدیث شریف سے ثابت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ الا ان رجب شھر اللہ و شعبان شھری و رمضان امتی
رواہ مشکواۃ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خبردار ہو کہ تحقیق ماہ
رجب ماہ خدا کا ہے اور ماہ شعبان ماہ میرا ہے اور ماہ رمضان ماہ میری
امت کا ہے پہر خود حق تعالے بہی فرماتا ہے عبادت کرنا ساتھ تخصیص
ماہ و یوم قولہ تعالے تلک عشرۃ کاملۃ پہر دوسرے تخصیص ایام بہی
اور بہی قولہ تعالی فاذکر اللہ فی ایام معدودۃ ترجمہ ذکر کرو تم اللہ تعالے
جلشانہ کا بیچ ایام معدودہ کی کہ جو ایام التشریق کی ہین وہ تین یوم ہین۔ پہر
باوجود اسقدر تحقیقات ماہ یوم کی اب جملہ اعتراضات معترضین کی بخوبی
رفع ہو گئی۔ اب اگر نہم ماہ ربیع الثانی کو کہ جس ماہ اور تاریخ کو وصال شریف
حق تعالی سے جناب حضرت غوث پاک کو ہوا ہے شمار کرکے اوس تاریخ کو

فاتحہ و گیارہوین کی تو کیا قباحت لازم آئی دیکہو حدیث شریف مین آیا ہے
کہ جو شخص غائبانہ حق مین کسی بہائی مومن کی دعاء خیر کرتا ہے تو حق تعالی
اوسے جلد تر قبول فرماتا ہے خصوصاً واسطے مغفرت میت و ایصال ثواب
میت مین کہ جسکی شاہد یہہ حدیث ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان اسرع الدعاء اجابۃ دعوۃ غائب لغائب رواہ ترمذی و شرح مشکوۃ
ثواب ضرور ہوا ہر ایک خاص و عام کو دعا کرنا حق مین میت کی پہر اسطور سے
ماہ مدار و ماہ خواجہ صاحب علیہ رحمت کا جو عرس شریف اکیا اوس ماہ مین ہوتا
ہے اسواسطے اوس ماہ کو ماہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کہا جاتا ہے
اور طرف اونکی نسبت کیا جاتا ہے اسمین کوئی قباحت شرعیہ لازم نہین آتی ہے
بلکہ یہہ تخصیص کرنا ماہ و یوم کا منجملہ فعل سنت سے ہی نہ یہہ فعل بدعت ہے اور
اگر فرض بھی کیا جاوے گا تو یہہ فعل بھی بدعت حسنہ مین شمار ہو کر داخل
ثواب ہوگا نہ یہہ بدعت سیئہ ہوگا کہ جس مین مواخذہ اخروی ہووے وہ نہوگا
اب رہا ثبوت کرنا اسبات کا کہ یہہ گیارہوین کے بھی کوئی مثل یا فعل منجملہ
سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی یا نہین ہے تو بفضل تعالے نظر اس
فعل کی بھی خود حدیث شریف سے جو متفق علیہ ہے اوس سے ثابت ہے اور
یہہ حدیث جو متفق علیہ ہے بڑی محکم سند ہے وعن عائشۃ رضی اللہ
تعالی عنہا ان رجلا قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان امی قتلت نفسہا
ترجمہ یعنی کہا حضرت محبوبہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آیا ایک

ہو خدمت مین حضرت علیہ السلام کی اور عرض کی حضور مین صلی اللہ علیہ وسلم
کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مان میری اچانک مر گئی ہے واظنہا لو
تکلمت تصدقت اور گمان میرا یہہ ہے کہ اگر شاید وہ کلام کرتی تو وصیت
کرتی مجھکو واسطے دینے تصدق کے فہل لنا اجر ان تصدقت عنہا پس ہے
واسطے اوسکے کوئی ثواب دینی صدقہ وغیرہ مین جو بنام اوسکے دیا جاوے
تو فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قال نعم کہا ہان ہے اجر و ثواب اوسکا
متفق علیہ شرح مشکوٰۃ ثواب اسیطور سے مریدان عقیدت مند و فرزندان
سعادت مند یہہ گیارہوین وغیرہ جو کیا کرتے ہین تو یہہ موجب اجر و ثواب کا ہے
اور منکرین غیر عقیدت اسمین بدل معترض ہین پھر اس حدیث بخاری و مسلم کو
اور ملاحظہ کرو کہ جو بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی آئی ہے کہ آئے
سعد بن عبادہ خدمت مین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اور عرض کی کہ مان میری
مر گئی ہے اور مین غائب تھا بروقت موت اوسیکی تو مین دون کوئی صدقہ
اوسکی طرف سے جو اوسکو نفع دیوے تو فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
دے تو صدقہ بنام اوسکے تو ملیگا اوسکو اجر و ثواب اوسکا تو کہا حضرت سعد بن
عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین آپکو گواہ کرتا
ہون اس امر مین کہ اب یہہ باغ میرا نام اوسکے صدقہ ہے رواہ بخاری ومسلم
وطبرانی و احمد و ابوداود وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم مگر امام احمد اور ابوداود وغیرہم
کی روایت مین صرف کنوان بنام ام سعد کی آیا ہے اور طبرانی کی روایت مین

صرف صدقہ دینا آیا ہے اگرچہ ہو پارچہ سوختہ گوسفند کا جب بھی ثواب ہے
پھر ان احادیثون سے ثواب ہونا تو ثبوت ثواب عبادات مالیہ کا بخوبی ہو گیا
اب اس فعل کے اجر و ثواب کو بھی ملاحظہ فرماوین کہ کرنے اس فعل سے کیا بڑا
ثواب فریقین کو حاصل ہوتا ہے کیونکہ پھر کرنا صدقہ و دعا و استغفار زندونکا
حق مین مونکی ہدیہ ہے مصداق اس حدیث شریف کے قال قال رسول اللہ
صلی اللہ اِنَّ اللّٰہَ لَیُدْخِلُ عَلٰی اَھْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَھْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ
الْجِبَالِ وَاِنَّ ھَدِیَّۃَ الْاَحْیَاءِ اِلَی الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَھُمْ رواہ بیہقی
فی شعب الایمان و شرح مشکوۃ ترجمہ روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ
تعالے عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالے
داخل کرتا ہے قبر والونکو دعا اہل زمین کی مثل ثواب پہاڑونکی یعنی بڑے
بڑے ثواب ہین دعا کے کہ حق تعالے دیتا ہے مردونکو ذرنکی مانند
پہاڑ کے اور تحقیق حق ہے زندونکا طرف مردونکی بطور تحفہ و ہدیہ کے کہ وہ
کرنا دعا و استغفار وغیرہ کا ہے اول کے احادیثون سے تو ثابت ہوا تھا
ثواب عبادت مالیہ کا اور اس حدیث شریف سے ثابت ہوا ثواب عبادات
بدنیکا مانند فاتحہ خوانی وختم قران شریف و درود و وظیف و کلمہ و استغفار وغیرہم کا
اب دیکھو جو شخص بعد فاتحہ خوانی وغیرہ کی ہاتھہ اوٹھا کر دعا وغیرہ کرتا ہے
تو حق تعالے اشرم کرتا ہے کہ مین کیونکر ہاتھہ دعا تیرکو درگاہ اپنی سے
خالی پھیرون چنانچہ جسکی شاہد یہہ حدیث ہے قال قال رسول اللہ صلے

اللہ علیہ وسلم ان ربکم حیی کریم یستحیی من عبدہ اذا رفع یدیہ الیہ ان یردہما
صفرا رواہ ترمذی وابوداود واحمد وبیہقی وشرح مشکوۃ ترجمہ روایت ہے
حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ تحقیق رب تمہارا دایم وقایم صاحب بخشش وکرم کا ہے جب
کوئی بندہ خدا کا دعا کرتا ہے ہاتھ اوٹھاکر تو حق تعالے شرم کرتا ہے کہ ان
کیونکر ہاتھ دعا تیرے کو بارگاہ اپنی سے خالی پھیرون۔ تو اب جائے افسوس ہے
بلکہ صد افسوس ہے کہ حق تعالی بے نیاز تو ہمارے ہاتھ اوٹھانے دعا سے شرم
فرماوے اور ہمکو شرم بھی نہ آوے ہاتھ اوٹھاتے شرم اتی ہے دعا کے واسطے
پھر اب دیکھو اس حدیث کو قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاذا فرغتم
فامسحوا بہما وجوہکم رواہ ابوداود مشکوۃ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے جبوقت کہ تم فراغت پاؤ دعا مانگنے سے پس ملو تم دونو ہاتھ اپنے
منہ پر۔ اب حکم اس حدیث کا ہر خاص بلکہ سارے اہل سلام پر ہے مگر حکم
اس حدیث کا خاص ہے اور پھر مخصوص ہے اونکو کہ جو داخل جنت ہین
اگرچہ اونکو کوئی حاجت نہین ہے کیونکہ وہ تو خود ہی داخل جنت ہین مگر
باوجود حصول ان جملہ مراتب بہشت کے جب کوئی شخص منجملہ مریدان عقیدتمند
وفرزندان سعادتمند کی خاص اونکے حق مین دعا واستغفار وغیرہ کرتا ہے
تو حق تعالے اوسکو ایک نیا اور بلند مرتبہ خاص جنت مین بدلی کرنے دعا و
واستغفار اوسکی کے اوسکو مرحمت وعطا فرماتا ہے کہ مصداق اس حدیث شریف

قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللہَ عَزَّ وَجَلَّ یَرْفَعُ الدَّرَجَۃَ
لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِی الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ لَکَ رواہ ابو داؤد۔
واحمد وشرح مشکوٰۃ وبخاری فی الاداب عن ابو ہریرہ رضہ موقوفًا واخرجہ
البصا عن ابن سعید الخدری ولفظ بیہقی بدعاہ ولدک لک وطبرانی وغیرہم۔
روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالے بزرگ وبرتر بلند کرتا ہے درجہ واسطے بندہ
نیک اپنے کے اگرچہ داخل ہے جنت مین تو دریافت کرتا ہے وہ بندہ مومن
کہ خدایا کہان سے یہ مجھکو اب اور درجہ اور یہہ بلند مرتبہ تو فرماتا ہے حق تعالیٰ
اوسکو کہ یہہ درجہ ہے بالعیوض کرنے دعا واستغفار فرزند ارجمند تیرہ کے۔ پہر
دیکھو اس حدیث کو کہ جو بروایت ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے
کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبکہ کوئی ایک تمہارا صدقہ بطوعا
دیوے تو چاہیے اوسکو کہ اجر وثواب اوسکا بنام والدین اپنی کے بخشے اور اوسکی
اجر وثواب پہلی کچھہ کم نہوگا رواہ طبرانی ودیلمی وابن ابی الدنیا وغیرہم۔
تو اس حدیث سے بہی بخوبی ثابت ہوگیا کہ جو شخص گیارہوین وغیرہ دیا فاتحہ
خوانی خاص بنام پیران پیر قدس اللہ تعالے سرہ کریگا دیا بنام دیگر بزرگان
دین کی تو بطرا ثواب اوسکو حاصل ہوگا بموجب اس حدیث شریف کے قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دَعْوَۃُ الْمُسْلِمِ لِاَخِیْہِ بِظَھْرِ الْغَیْبِ مُسْتَجَابَۃٌ
یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص دعا کرتا ہے واسطے

بھائی مومن اپنے کے غائبانہ تو حق تعالےٰ اوسکو جلد تر قبول فرماتا ہے
کیونکہ عند راسہ ملک الموکل مقرر ہوتا ہے نزدیک سر اوسکے
ایک فرشتہ کلما دعا لاخیہ بخیر قال الملک الموکل اللھم امین ولک
بمثل رواہ مسلم وشرح مشکوٰۃ یعنی جو کوئی دعا کرتا ہے واسطے بھائی مومن
اپنے کے تو کہتا ہے وہ فرشتہ اللھم امین پھر علاوہ اسکے کہ جسکے نام
پر یہہ ایصال ثواب کا کیا جاتا ہے تو خود حق تعالیٰ اوس شخص کو ایک اور
مرتبہ بلند خاص جنت مین عطا فرماتا ہے بلکہ نام بھی اوس شخص کا اظہار کیا
جاتا ہے کہ یہہ ثواب مرسلہ خاص فلان مرید کا یا فلان فرزند تمہاریکا ہے
پھر خوش ہوتی ہے روح اوسکی کہ جسکے نام یہہ ایصال ثواب ہوتا ہے
اور پھر دعا کرتی ہے روح پر فتوح اوسکی حق مین اوسکے اور قبول ہوتی ہے
وہ دعا کیونکہ وہ خاص جنت مین کیجاتی ہے واسطے اوسکے حق تعالےٰ
مرحمت کرتا ہے اوسکو ثواب اسکا ساتھہ دلیل اس آیت کے قولہ تعالیٰ
ھل جزاء الاحسان الا احسان ترجمہ یعنی نہین ہے بدلہ احسان کا مگر
احسان اتنا ہی پھر آپکو بھی فضائل گیارہوین وفاتحہ خوانی ودیگر بزرگان دین کے بخوبی
معلوم ہوگی کہ خاص یہہ فعل منجملہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے
ہے نہ یہہ داخل بدعت پھر دیکہو اس حدیث مین لکھا آیا ہے قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دعا الرجل لاخیہ فی ظہر الغیب قال الملک
ولک مثل ذالک رواہ مشکوٰۃ یعنی جو شخص غائبانہ حق مین کسی برادر مومن

کی دعا خیر کرتا ہے خواہ حیات مین ہو خواہ بعد موت کے ہو غرضیکہ جب ہو تو کہتا ہے فرشتہ حق تعالی کا کہ واسطے تیرے بھی ایسہی ہو جیو اور اس حدیث مین یون آیا ہے کہ جو شخص دعا کرتا ہے حق مین کسی مومن کے یا واسطے اپنے یا واسطے مغفرت میت کے تو حق تعالی دروازے رحمت کے کہولدیتا ہے واسطے اوسکے بموجب اس حدیث کے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ فُتِحَ لَهٗ مِنْکُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ رواہ ترمذی و شرح مشکوٰۃ اب یہان ایک حدیث اور تحریر ہوتی ہے کہ جو حکم ہر خاص و عام بلکہ سارے اہل اسلام پر واجب و لازم ہے کہ درود و فاتحہ خوانی وغیرہم سے بنا بر میت کی غفلت نکیا کرین بلکہ ہر وقت و ہر دم اسکا لحاظ رکہین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَا الْمَیِّتُ فِی الْقَبْرِ اِلَّا کَالْغَرِیْقِ الْمُتَغَوِّثِ یَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهٗ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِیْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْهُ کَانَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَیُدْخِلُ عَلٰی اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَهْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَاِنَّ هَدِیَّةَ الْاَحْیَاءِ اِلَی الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ رواہ بیہقی فی شعب الایمان و احمد و شرح مشکوٰۃ وغیرہ ترجمہ یعنی کہا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین ہے مردہ درمیان قبر اپنی کے مگر وہ مانند ڈوبی ہوئی کی ہے اب تمکو لازم ہے بلکہ واجب اور ضرور ہے دستگیری اوسکی کیجاوے اور ہاتھ اوسکا پکڑ اجاو

کیونکہ وہ امید کرتا ہے تم سے دعا کا کہ پہونچاوے اوسکو باپ اوسکا یا ماں اوسکی یا بہائی اوسکا یا کوئی دوست اوسکا جو ہوے جب پہونچیگی اوسکو وہ دعا تمہاری تو وہ مردہ اوسکو دوست زیادہ رکھتا ہے دنیا و جہان سے اور بتحقیق اللہ تعالے پہونچاتا ہے دعا اہل زمین کی مانند پہاڑونکے بڑے بڑے وزن کرکے دیا جاتا ہے ثواب اور البتہ یہہ تحفہ ہے زندون کا حق مین طرف مردونکے وہ کرتا ہے صدقہ و دعا و استغفار وغیرہ کا مروی ہے حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین کوئی گہر والا کہ مرجاوے اونمین کوئی میت پہر وارث اوسکے یعنی بعد اوسکے صدقہ دین واسطے میت اپنی کے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام اوس ہدیہ کو رکہتے ہین ایک طبق مین جو پرنور ہوتا ہے وہ نور حق سے پہر وہ کہڑے ہوتے ہین کنارے قبر میت کے اور کہتے ہین اے گہری قبر والے یہہ ہدیہ ہے کہ تیری گہر والون نے تجہکو بہیجا ہے تو اوسکو قبول کر تو وہ نہایت درجہ کو خوش ہوتا ہے اپنی زندونسے اور رنجیدہ ہوتے ہین اوسکے پڑوسی کہ جنکو کچھہ ہدیہ نہین بہیجا جاتا ہے رواہ طبرانی فی اوسط اور پہر مطابق اسکے یہہ حدیث بیہقی رحمتہ اللہ علیہ کی ہے وہ یہہ ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تَصَدَّقَ الرَّجُلُ بِبَیْتِ الْمَیِّتِ اَمَرَ اللہُ جِبْرَئِیْلَ اَنْ یَحْمِلَ اِلٰی قَبْرِہٖ وَمَعَہٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ فِیْ اَیْدِیْ کُلِّ مَلَکٍ طَبَقٌ نُوْرٍ فَیَحْمِلُوْنَ اِلٰی

قبرہ ویقول السلام علیکم یا ولی اللہ ھذا ھدیۃ فلان بن فلان ترجمہ
یعنی جب کوئی شخص فاتحہ وخیرات وغیرہ کرتا ہے ساتھ نیت ایصال ثواب
میت کے تو حکم کرتا ہے اللہ تعالےٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کہ جا
تم طرف قبر اوسکے اور ہمراہ لو اپنے تم ستر ہزار فرشتون کو ساتھ طبقون
نور کے تو وہ آتے ہین قبر میت پر اور سلام علیک کرتے ہین اور کہتے ہین
کہ اے دوست اللہ کی یہہ ہدیہ مرسلہ فلان بن فلان کا ہے تو وہ مردہ
خوش ہوتا ہے اور حق مین زندون کے دعاء خیر کرتا ہے پہر دیکہو کہ
جو شخص غائبانہ واسطے کسیکی دعاء خیر کرتا ہے تو حق تعالیٰ اوسکو جلد تر قبول
فرماتا ہے مگر شرط یہہ ہے کہ وہ دعا بہی ساتھ محبت واخلاص کے
ہووے نہ ساتھ ریا کے اور خوش آمدگی اور وہ حدیث شریف یہہ ہے
قال علیہ السلام ان اسرع الدعاء اجابۃ دعوۃ غائب لغائب رواہ ترمذی
وشرح مشکوٰۃ روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہایت جلد تر بندہ مومن کے وہ دعا
قبول حق ہوتی ہے۔ کہ جو صدق محبت سے ہو اور وہ درجہ قبولیت کا بہی
رکہتی ہے کہ جو غائبانہ ہووے حق مین بہائی مومن کے تو اب ہر فرد بشر پر
واجب ولازم ہوا کہ دعاء مغفرت بنا بر میت کے جملہ ضروریات سے ہے
پہر ساتھ اوسکے صدقہ واستغفار ودرود کلمہ طیبہ وختم قرآن شریف وفاتحہ خوانی
ضرور ہے بلکہ تمہارے یہہ دعا فائدہ مند زیادہ ہے حق مین موتہ کے

دنیا و ما فیہا سے۔ مگر ہم لوگ کیا کرین کہ ہمکو خود بخود سا تھہ اون اولیا اللہ رحمت اللہ علیہم کی محبت قلبی و اخلاص دلی ہے جب تو ہم لوگ دل سے معتقد انحضرات رحمت اللہ علیہم کے ہین یا بموجب حکم اس حدیث کے ہین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا احب اللہ العبد قال جبرئیل علیہ السلام قد احبت فلانا فاحبہ فحبہ جبرئیل نیادی فی اھل السماء ان اللہ عز وجل قد احب فلانا فاحبوہ فحبتہ اھل السماء ثم یوضع لہ فی للقول اھل الارض ۃ رواہ بخاری و موطا امام مالک رحمتہ اللہ علیہ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالے جب کسیکی مقبول اپنا کرتا ہے اور اوسکو دوست و محبوب بناتا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ آج ہم نے فلان شخص کو اپنا دوست اور محبوب کر لیا تم بھی اسکو اپنا دوست و محبوب دلی بنا لو اور اسے جبرئیل علیہ السلام پھر اسمانکی فرشتون سے بھی باواز بلند کہدو کہ حق تعالی نے آج فلان شخص کو اپنا دوست کر لیا ہے تم بھی اوسکو اپنا محبوب و دوست کر لو پھر اسیطور سے باواز بلند اہل زمین سے بہی کہدو کہ وہ بھی اوسکو اپنا دوست و محبوب کر لیوین۔ اسواسطے تمامی خلق اللہ طرف اوسکے رجوع کیا کرتی ہے ورنہ اب تجیسے ہزارون دشمن اونکے ہوتے ہین اور طرح طرح سے ہمکو اونکی دوستی سے منع کیا جاتا ہے مگر ہم کیا کرین کہ ہم خود مجبور اس حکم خدا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین۔ پھر اب یہہ جملہ ثبوت ہر ایک امر کا خود آیات و حدیث شریف دیکہلو موجود ہے اب جو شخص اسکا منکر ہو وہ مردود ہے اور شیطصہے بلکہ وہ جاہل مطلق ہے اور منکر ہے وہ

اب خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان مسئلہ نامزدہ کا اب رہا ثبوت
اس بات کا کہ نامزدہ ہو جانے کسی اشیاء عالم سے کوئی قباحت شرعیہ لازم
نہین آتی ہے کیونکہ اس عالم دنیا کی کوئی چیز زید و بکر و عمر کے نام سے خالی
نہین ہے دیکھو ہر شخص یہی کہتا ہے کہ یہہ زوجہ فلان شخص کی ہے اور یہہ فرزند
خاص میرا ہے یا فلان شخص کا ہے پہر اسیطور سے یہہ مکان و زمین و ملک
و چاہ و مدرسہ و مسجد میری ہے یا فلان شخص کی ہے تو اب فرمائے کہ اب
اوس مسجد مین جو نماز کہ فرض خدا ہے وہ ہوگی یا نہین دوسرے اس
حساب نامزدہ سے تو کل نمازی بھی مشرک ہوئے جاتے ہین اب جس وقت
جس نمازی سے آپ یہہ دریافت کرینگے کہ میان تم نے نماز پڑہ لی اور کس وقت
کی پڑہی تو وہ آپکو یہی جواب دیگا کہ میان صبح کی اور ظہر و عصر کی اور اب مغرب
و عشا باقی ہے پہر جب اور دریافت کیا جاویگا کہ کہان پڑہی تو وہ آپکو یہی جواب
دیگا کہ صبح کی نماز تو گہر مین اور ظہر کی قاضی صاحب کی مسجد مین اور عصر کی مولوی صاحب
کی مسجد مین اور مغرب کی کنارے دریا کے اور عشا کی پہر گہر مین تو ان سب
صورتون مین اب کوئی نماز خدا کے نام کی نہوئی اور نہ کوئی مسجد خدا کی ہوئی
بلکہ مسجد تو یہہ قاضی صاحب کی ہوئی یا ہوئی مولوی صاحب وغیرہ کی اور پہر یہہ
نماز بھی وقتون کی ہوئی نہ خدا کی حالانکہ جملہ مسجد و نماز خدا کی ہے نہ وقت وغیرہ کی
جواب تیسرا یہہ ہے کہ اسیطور بلکہ اسیوجہہ سے ہر شخص یہی کہتا ہے یہہ گائے
و بکرا و مرغا خاص میرا ہے یا فلان شخص کا بلکہ یہہ جسم و جان اور دل میرا ہے
یا فلان شخص کا ہے غرضیکہ ہر ایک چیز اس عالم دنیا کی یا تو بنام زندہ ہے

یا بنام ہوتا ہے اگر یہہ جملہ اشیاء مذکورین جو ملک خلق اللہ ہے تو پھر حکم وما اھل بہ لغیر اللہ کیونکر ہے اور جو یہہ جملہ ملک خاص اللہ تعالی شانہ کی ہی تو پھر یہہ خرید فروخت کرنا سوائے خدا کے مخلوق آلہی سے کیونکر جائز ہی چوتھے ہم دریافت کرتے ہین کہ جس صورت مین حق تعالی جلشانہ نے اوس جانور کو خود حلال پیدا کیا تھا اور نہ اوسکو حرام کیا اب صرف نامزدہ ہونے سے وہ کیونکر ناپاک ہو گیا حالانکہ ابھی روحمین جان باقی ہے جب بھی وہ حرام ہو گیا کیا خوب عقیدہ منکر کا ہے پانچوین اگرچہ وہ نامزدہ ہو جانے سے حسب قاعدہ منکرین کے ناپاک ہو گیا تھا مگر جب وہ ساتھہ نام خدا کے ذبح کیا گیا حلال وطیب ہو گیا بوجہ بزرگی نام خدا کے دوسرے وہ پہلے سے بھی خود حلال جانور اوسکو حق تعالے نے پیدا کیا تھا نہ حرام کیا تھا۔ اور جو آپکے نزدیک خدا کا نام غالب نہین ہے ہر نام مخلوق سے اور وہ مغلوب ہے اور مخلوق کا نام غالب تر ہے تو ایسا عقیدہ اور ایمانکا خدا حافظ ہے پناہ خدا کی ہے ایسے عقائد بد سے

حال بیان شان ونزول آیت وما اھل بہ لغیر اللہ

مفسرین اہل دین نے شان ونزول اس آیت کا اسطور سے ارقام فرمایا ہے کہ بروقت اعتراض کرنے مشرکین بددین کے کہ جو اہل مکہ سے تھے وہ کہا کرتے تھے اہل اسلام کو بطور الزام کے کہ تم لوگ نہین کھاتے ہو مردار کو اور حال یہہ ہے کہ تحقیق مارا ہے اوسکو خدا نے کہ جو تم نہین کھاتے ہو اوسکو اور کھاتے ہو تم اوسکو کہ جسکو تم خود اپنے ہاتھہ سے مارتے ہو اور ترجیح دیتے ہو تم کشتہ اپنکو اوپر کشتہ

خدا کے تو اوسوقت حق تعالی نے بطور الزام کفار کے اس آیت کو نازل
فرمایا کہ یہہ جملہ کشتہ تمہارے کہ جنکو تم حسب عقائد خود حلال جانکر کہاتے ہو یہہ
سب جانور تمہارے اور گوشت حرام ہین اور جو اہل سلام کہاتے ہین گوشت
جانور حلال کا ذبح کر کے ساتھہ نام خدا کے وہ سب حلال ہین پھر اہل قریش
بدکیش بوقت ذبح جانور کے نام لات و عزا کا لیا کرتے تھے نہ نام خدا کا پھر یہہ
رسم اور عادت اور قاعدہ اوسکا علیحدہ تھا کہ وہ جانور ونکو چہار اقسام پر مقرر
کیا کرتے تھے اور وہ چہار اقسام کفار قریش کے یہہ تھے ۔ ایک تو بحیرہ و صیلہ
سائبہ ۔ حام اور بعض قبائل عرب کے مانند بنو ثقیف و بنو عامر و خزیمہ و بنو مدلج
اونکی فروخت کو حرام جانتے تھے اور جب کوئی بچہ منجملہ سوالشیان اونکی ہوتا
تھا اور وہ اوسکو جو بطور نیاز بت کے کیا کرتے تھے تو اوسکے کان کو چیر دیتے
تھے بطور نشان اور اعلان ہر خاص و عام کی اوسکو بحیرہ کہتے ہین اور جب
کوئی جانور کو بنام کسی بت کے وہ آزاد کیا کرتے تھے تو وہ اوسکو باختیار خود اسکے
چھوڑ دیتے تھے اور وہ اوسکو سائبہ کہتے تھے اور بعضون نے یہہ اختیار
کیا تھا کہ جو بچہ نر ہوتا تھا تو وہ بنام کسی بت کے نیاز کرتے تھے کہ اس جانور کو بنام
فلان بت کے ذبح کرونگا اور جو مادہ ہوتی تھی تو اوسکو وہ خود رکھتے اور اگر
نر و مادہ دونون ملے ہوئے ہوتے تھے تو وہ دونون کو بھی خود رکھ لیتے تھے
اوسکو وصیلہ کہتے تھے اور جب اونٹ کی پشت سے دس بچے پورے ہوتے
تھے تو اوسکو سواری وغیرہ سے موقوف کرتے تھے اور نہ اوسکو چارہ دیا پانی
سے روکتے تھے اور اوسکو وہ حام کہتے تھے اور وہ ان امور کو حلین تصور لیتے

خود جانتے تھے اور بتونکو اپنا معبود حقیقی بناتے تھے پہر اسیطورسے
اہل یہود نے بھی اپنا یہہ طریقہ مقرر کرلیا تھا باوجود منسوخ ہوجانے شریعت
اونکے وہ اونٹ کا گوشت اور دودہ اور چربی اور ناخن دار جانور ونکو اوپر اپنے
حرام جانتے تھے جسطورسے کہ اب اہل یہود گوشت گاے کو بہی خود حرام جانتے
ہین اسیطورسے اب یہہ منکرین کہانے گیارہوین وفاتحہ کو کہ جو بطور ایصال
ثواب میت کے ہوتی ہے اوسکو وہ حرام کہتے ہین۔ حالانکہ حرام وحلال کا
کرنا با اختیار کسیکی نہین ہے بلکہ یہہ اختیار خاص حق تعالیٰ کو ہے یا اوسکے
رسول علیہ السلام کو دیکہو حق تعالیٰ ہمکو فرماتا ہے وکلوا مما فی الارض حلالا
طیبا حکم ہر خاص وعام ہے بو اوید اس رسم اور راہ کے حق تعالیٰ جلشانہ نے
سورۂ مائدہ کی ابتدا مین حکم ہر خاص وعام کو فرمایا ہے احلت لکم بہیمۃ الا
نعام الا ما یتلی علیکم یعنی حلال کیہ گئی ہین واسطے تمہارے چوپائے جنکے ذکر
علاوہ کئے گئے ہے وغیرہم کے اب جس جانور حلال کو تم ذبح کروگے وہ حلال
ہے کذا فی فتح الرحمن وموضح القران وتفسیر احمدی وغیرہم دار تو تفضیح دلائل بعدہ
حق تعالیٰ جلشانہ نے اب اسکی تشریح یون فرمائی ہے درمیان اس آیت کے
حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر یعنی حرام کیا گیا واسطے تمہارے مردار
اور خون اور گوشت سور کا وما اہل بہ لغیر اللہ یعنی وہ جو کچہہ کے سوائے
نام خدا کے بروقت ذبح جانور کے پکارا جاوے وہ تمکو حرام ہے اول تو
یہہ آیت اظہار حال کفار کے حق مین ہے دوسرے پہر اسمین اظہار کرتا
ہے اقسام حرام ہوجانے گوشت کے مانند گلا گہوٹی ہوے اور پتہر ولکڑی سے

مارے ہوے اور گرا ہوا بلندی سے یا سنگ کا مارا ہوا یا وہ جانور کہ جسکو درند نے پکڑ کے کھا لیا ہے اور پہر وہ جانور کہ جو صلیب پر ذبح کیا جاوے ساتھ نام عیسیٰ علیہ السلام کے یہہ جملہ جانور اور گوشت اوسکے تمکو یعنی اپ اہل اسلام کو مطلق حرام ہین پس اس آیت سے اب بخوبی ثابت ہوگیا کہ مسلمانون کا ذبحہ حلال ہے جیسا کہ صدہا دینیہ کتابون نے اسپر تنقیض کی ہے پہر کلام حق تعالیٰ کا اسکا خود شاہد حال ہے پہر ایک آیت کے بعد فرماتے ہین قولہ تعالیٰ وطعام الذین اوتوا الکتب حل لکم یعنی اور کتاب والون کا کہانا ذبحہ کا تمکو حلال ہے مگر شرط ہے کہ جب وہ جانور ساتھ نام خدا اسکے ذبح کیا جاوے ورنہ وہ حرام ہے واسطے کسی تمہارے اہل مذہب والیکا ذبحہ درست نہین ہے اوّل تو شرط اسلام ہے دوسرے پہر وہ جانور بھی ساتھ نام خدا کے ذبح کیا جاوے جب وہ حلال ہے اور اہل سنت وجماعت کا بلکہ سارے اہل اسلام کا اتفاق ہے چنانچہ عارف شعرانی قطب صمدانی رحمۃ اللہ علیہ میزان کبریٰ کی دوسری جلد کتاب الصید والذبائح مین لکھتے ہین اجمعوا علی ان المعد بھا ذبحۃ المسلم العاقل الذی الاثر یعنی اہل سنت وجماعت بلکہ چارون مذہب کا اتفاق ہے کہ مسلمان عاقل بالغ کی ذبحہ حلال ہے اور اسپر اجماع ہے کہ کافر غیر کتابی کا ذبحہ حرام ہے از فتح الرحمن وموضح القران وتفسیر احمدی وتوضیح دلائل اور صحیح بخاری مین بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آیا ہے کہ طعام اہل کتاب سے وہ ذبحہ اہل کتاب ہے مگر بشرط ذبح ہونے جانور کے ساتھ نام خدا کے ہی ورنہ حرام ہے چنانچہ حق تعالیٰ سورہ انعام مین اس مسئلہ کی اب تشریح خود بمفصل بیان فرماتے مین ممکلوا مما ذکر

اسم اللہ علیہ انکنتم بآیتہ مومنین و بعدہ دیگر قولہ تعالیٰ وما لکم الا تاکلو
مما ذکر اسم اللہ علیہ وقد فصل لکم ما حرم علیکم ترجمہ یعنی کہاؤ تم اوس چیز کو
کہ جسپر نام خدا کا لیا گیا ہے اگر تم اوسکی آیتون پر ایمان لائے ہو اور تم کیون
نہین کہاتے ہو اوس چیز کو کہ جسپر وقت ذبح جانور کے نام خدا کا لیا جاتا ہے
وہ تمکو حلال ہے اور طیب حالانکہ تفصیل وار ہمنے اوپر تمہارے حرام کو اور
حلال کو بیان کر دیا ہے کذا فی فتح الرحمٰن و موضح القرآن و تفسیر احمدی و توضیح الدلائل
وغیرہم یعنی جس جانور حلال پر نام خدا کا لیکر ذبح کیا جاویگا وہ جانور بیشک
حلال ہے اب مسلمان اہل اسلام کو لازم ہے کہ بلا تردد بلکہ بلا وسواس اوسکو
کہا دین کیونکہ حرام چیزون مین اسکا شمار نہین ہے اور نہ کوئی قید اسمین
نام زدہ کی ہے حالانکہ اب یہہ حکم بھی خاص حق تعالیٰ کا حق مین نامزدہ جانور
کی صادر ہوا ہے پہر خود اس آیت سے حکم ہے کہ وقت ذبح جانور کے نام خدا کا
لیا جاوے اور خود یہہ شرط اس آیت سے معلوم ہوئی ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم
اللہ علیہ وانہ لفسق یعنی مت کہاؤ اوس چیز کو جسپر نام خدا کا نہ لیا جاوے
وہ بیشک تمکو حرام ہے اور اوسکا کہانا گناہ ہے اب خود اس آیت سے
بھی بخوبی معلوم و مفہوم ہو گیا کہ وقت ذبح جانور کے نام خدا کا لینا شرط ہے
پہر اگلی آیت مین فرماتا ہے قد فصل لکم ما حرم علیکم یہہ خود کلمہ مصداق
اظہار حرام و حلال کا ہے اب جو امر کہ برخلاف اسکے ہو اوسکو بالائے طاق
رکہنا ضرور ہے پہر مطابق اس کلام کے حق مین امداد لینا حدیث شریف سے بہی
ضرور ہے عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

ان ھھنا اقواما حدیث عھد ھم بشرک یاتوننا بلحمان لاندری اید کرون اسم
اللہ علیہ ام لا قال علیہ السلام اذکروا انتم اسم اللہ وکلوا رواہ مشکوٰۃ و بخاری
و ابو داؤد و ابن ماجہ و نسائیہ و غیرہم روایت حضرت محبوبہ محبوب خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ کہا صحابہ نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہہ مدینہ مین
بہت اقوام کے لوگ مانند نو مسلم و اہل کتاب وغیرہ گوشت کو لاکر سے فروخت
کرتے ہین اور انکا حال ہمکو معلوم نہین ہے کہ وہ لوگ وقت ذبح جانور کے
خدا کا نام لیتی ہین یا نہین لیتے ہین کچھہ حال معلوم نہین ہوتا ہے تو فرمایا۔
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم خود خدا کا نام لیکر کھایا کرو رواہ بخاری
وغیرہ اب دیکھو اس حدیث مین کلمہ اقواما حدیث عھدھم بشرک موجود ہے
ملاحظہ کر کے انصاف فرماوین کہ اب نامزدہ سے کیونکر حرام ہے اس حدیث
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور خود یہہ کلام حق سے کہ جس نے
آپ خود تمام کا فیصل کر دیا منکرین کا بیان اہل تفسیر کا مفصل ذیل تحت
آیت وما اھل بہ لغیر اللہ مگر اب ہمارے نزدیک وہ جانور حکم
وما اھل بہ لغیر اللہ مین داخل ہے جو وقت ذبح جانور کے ساتھہ نام
غیر خدا کے ذبح کیا جاویگا تو بیشک وہ حکم وما اھل بہ لغیر اللہ مین داخل
ہو جاویگا اگرچہ وہ نامزدہ ہو سات نام کسی کے کوئی قباحت اوسکو نہین ہے
ہم در تفسیر مشہور وارد است وما اھل بہ لغیر اللہ روایت کرد ابن منذر
از ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ در قول او تعالیٰ وما اھل بہ
لغیر اللہ گفت ذبح کردہ شود جانور برائے غیر خدا و گرفتہ شود نام

غیر اللہ بروقت ذبح جانور حرام است و بروایت ابن جریر از ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم در تفسیر قولہ تعالیٰ وما اھل بہ لغیر اللہ آنچہ ذبح کردہ شود بنا بر شیاطین و نام اصنام گرفتہ شود بوقت ذبح و بروایت کردہ ابن ابی حاتم از مجاہد در تفسیر وما اھل بہ لغیر اللہ آن جانوری کہ ذبح کردہ شود برائے غیر اللہ و بروایت دیگر از ابن ابی حاتم از ابو عالیہ میگوید کہ آنچہ ذکر کردہ شود برائے غیر خدا بروقت ذبح کیونکہ شرط بروقت ذبح جانور کے ہے دیکھو تفسیر فتح البیان اور یہہ روح البیان فتح البیان و تفسیر روح البیان مین ہے وای حرم باالصوت عند الذبح للصنم و در تفسیر جلالین مین وما اھل بہ لغیر اللہ ای ذبح علی اسم غیرہ والاھلال اھل رفع الصوت وکانو یرفعون عند ذبحہ للصنم اور یہہ اسیطور سے تفسیر معالم و کشاف و مدارک و انوار التنزیل و عباسی و حسینی و بیضاوی وغیرہم وما اھل بہ لغیر اللہ ذبح للاصنام فذکر علیہ غیر اسم اللہ عز وجل والاھلال رفع الصوت در فع بہ الصوت للصنم وذالک قول اھل الجاھلیہ باسم لات والعزی انتہیٰ ترجمہ اور وہ جو کچھہ کی شہرت سے پکارا جاوے بروقت ذبح جانور کے ساتھہ نام غیر اللہ کے واسطے بت کے پھر ذکر کیا جاوے روبرو ئے اوسکے سوا اسمِ نام خدا کے وہ غیر اللہ ہے اور اصل اہل وہ ہے کہ جو بلند کیا جاوے آواز کو بروقت نکلنے چاند کے واسطے بتکے اور یہہ رسم بلکہ عادت کفار کی تھی کہ ایام جہالت مین جانوروں کے ساتھہ نام خدا کے نہ ذبح کیا کرتے تھے بلکہ اونکو ساتھہ لات و عزا کے ذبح کیا کرتے تھے اور یہہ نوبت کہ

سعظمہ مین مشہور و معروف تھے اور تفسیر مدارک وما اھل بہ لغیر اللہ
ذبح الاصنام فذکر علیہ غیر اسم اللہ عز وجل واصل الاھلال رفع الصوت للصنم
وذالک قول اہل الجہالتہ باسم اللات والعزا اور تفسیر کشاف وما اھل بہ
لغیر اللہ اے رفع بہ الصوت للصنم وذالک قول اہل الجہالتہ باسم اللات والعزا
ودر تفسیر زاہدے وما اھل بہ لغیر اللہ اے وما ذبح لغیر اللہ رفع الصوت
ولہذا اسمی الہلال لرفع الناس اصواتہم عند رویتہ ودر تفسیر بیضاوی وما اہل بہ
لغیر اللہ اے رفع الصوت عند ذبحہ للصنم والاہلال اصلہ رویتہ الہلال یقال اہل
الہلال ودیگر تفسیر وما اھل بہ لغیر اللہ اے ذبح الاصنام ودر تفسیر حداد
وما اھل بہ لغیر اللہ بہ اے حرم علیکم ما ذکر علیہ عند الذبح اسم غیر اللہ و
ذالک اور یہہ تفسیر عبد الصمد وتفسیر حداد وغیرہ وما اھل بہ لغیر اللہ بالصوت
للصنم وہم در دیگر تفسیرہا موجود ست وما اھل بہ لغیر اللہ اے حرم
علیکم ما ذکر علیہ ذبح اسم غیر اللہ وذالک ترجمہ یعنی حرام کیا گیا ہے اوپر تمہارے
وہ چیز کہ جو ذکر کیجاوے بوقت ذبح جانور کے سوائے نام خدا کے تو وہ
جانور اور گوشت اوسکا تمکو حرام ہے یہہ مطابق اسکے خود کلام حق تعالی بہی
ہمکو اسیطور سے حکم دیتا ہے ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق
اب یہان پر منکرین مین سے یہہ دہوکا دینگے کہ یہہ قول مفسرین کا نزدیک
اکثر اہل عقیدہ کے قابل تسلیم نہین کیونکہ اکثر فقہا کا یہہ قول ہے کہ نامزدہ
جانور حرام ہے اگر چہ وہ جانور ساتھ نام خدا کے ذبح کیا جاوے جب بہی وہ
حرام ہے جواب اوسکا یہہ ہے کہ بیشک وہ اب منکرین جملہ علمون کو

یہہ دہوکا دینگی کہ مفسرین کے قول کا کچھ اعتبار نہین ہے کیونکہ اونکو اختیار
ہے کہ جسقدر چاہین بیان کرین اور رطب یابس اوسمین داخل کردیوین مگر
اعتبار قول فقہا کا ہے کہ وہ سند ہر ایک مسئلہ کی کتاب و سنت سے اٹھاتے
ہین اور بدون نص کے وہ کلام نہین کرتے ہین تو اسکا جواب بہی یہہ ہے
کہ جب خود نص خدا و رسول علیہ السلام کے خاص اس مسئلہ مین موجود ہے
اور علماء مفسرین نے اوسکی خوب تشریح کردی ہے اور بہہ مطابق وہ قول
اون مفسرین کا ساتھ نص الہی کی وہ حق ہے اگرچہ مخالف ہون وہ قول فقہا
سے یا صرف بنظر احتیاط وغیرہ کے قول فقہا کا تو اوس صورت مین ہمکو اسکا
اختیار ہے کہ جسطرف حق تعالی کا قول مطابق ہوگا اوسکو ہم تسلیم کرینگے بلا
شک و شبہہ کو دوسرا جواب یہہ ہے کہ جب قول فقہا کا اس مسئلہ خاص مین
ساتھ قول مفسرین کے خود مخالف ہو اور باہم تعارض پیدا ہوا تو اب اسمین
یہہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ یہہ حرام درست و صحیح ہے یا وہ حلال ہے بوجہہ
معارض ہو جانے کلام ایک دوسرے کی تو اس صورت ہذا مین اب یہی
امر بہتر معلوم ہوتا کہ اب یہہ قول حق تعالی کے رجوع کرنا بہتر ہے بلکہ افضل
ہے کہ جو بلا تردد و بلا شبہہ ہے اور بہر حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے
اوسکی تائید مین علیحدہ موجود ہے تیسرا جواب یہہ ہے کہ یہہ ہدایت وما اہل
بہ لغیر اللہ کی صرف یہہ ایک آیت ہے پہر وہ بھی مجمل ہے نہ مفصل ہے
بلکہ اوس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو جانور نامزدہ ہے اگر وہ ساتھ اوسی
نام کے ذبح کیا جاویگا تو وہ حرام ہو جاویگا اور جب وہ جانور نامزدہ ساتھ نام

خدا کے ذبح ہویگا وہ حلال ہو جاویگا کیونکہ آیت حلت ذبح جانور مین خود کلام
حق کا مفصل شرح موجود ہے پھر وہ کلام حق کا بطور الزام اہل اسلام ہے
چوتھے جواب یہہ ہے کہ جب خود کلام حق مین یہہ کلمہ درمیان اس آیت کے
موجود ہے قولہ تعالیٰ قد فصل لکم ما حرم علیکم تو اب کوئی جاے متنازعہ
کی نہ ہے اور خود کلام حق نے اسکا فیصلہ کر دیا مگر واسطے ایماندار کے نہ
واسطے غیر ایمان کے دیجا، دیگر یا ایھا الذین امنوا لا تحرموا طیبت ما
احل اللہ لکم و لا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین ترجمہ یعنی اے
لوگو جو ایمان لائے ہو مت حرام کرو پاکیزہ چیز کو اور اوس چیز کو جسکو اللہ تعالیٰ
نے حلال کیا ہے واسطے تمہارے اور مت انکو حد سے تحقیق اللہ تعالیٰ
نہین دوست رکھتا ہے حد سے نکل جانیوالونکو۔ پانچوان جواب
یہہ ہے کہ اب حرام اور حلال کا کرنا نہ باختیار فقہا کے ہے اور نہ باختیار
مفسرین ہے بلکہ یہہ اختیار خاص حق تعالےٰ کو ہے یا اوسکے رسول
علیہ السلام کو تھا۔ چھٹے جواب یہہ ہے کہ اب خاص اس مسئلہ مین
فقہا و مفسرین کی جو اختلاف واقع ہے تو اب ہم عمل کرینگے کہ جس طرف
قول حق تعالیٰ کا ہوگا اور پھر اوسکے رسول علیہ السلام کا جو موافق ہے
تو اوسکو قبول کرین اور جب کوئی فقیہہ اوسکو ساتھ نص حق کے ہمکو سمجھا
اوسکا قول بھی اوسوقت بیشک وہ قبول کیا جاویگا اور یہہ مسئلہ خاص اجماعی
بھی نہین جو بلا دلیل اختیار کیا جاوے۔

بیان نیت شیک بد کا

اگر دار و مدار بہ نیت ہے تو نیت نیک و بد کا کرنا باختیار آدمی کے ہے نہ باختیار
حیوان ہے پھر اگر نیت بد ہے تو نیت بد کی سزا اوسکو ملیگی نہ حیوان کو اور جو نیت
نیک ہی تو پھر اجر و ثواب اوسکا حق تعالے اوسکو مرحمت کریگا مثلاً ایک شخص اہل اسلام
نے جانور کو ذبح کیا ساتھ نام خدا کے اور پھر یہہ نیت کی کہ مین گوشت اسکا
خود کھاونگا اور پھر اور کسی کافر و مشرک و یا عورت فاحشہ ہندویہ غیرہم کو بھی کھلا
ونگا اور تحفہ بھی کسی اہل ہنود کو بھیجونگا اور پھر مین خوب شراب پیکر ساتھ
اوس عورت فاحشہ ہندویہ کی مباشرت کرونگا یا ساتھ اوس کافر کے شراب پیکر کباب
اوس جانور کے گوشت کے ہمراہ کافر کے کہاونگا تو ان سب صورتون مین جانور کا کیا قصور
ہے اگر قصور بھی ہے تو اوس شخص کا ہے کہ جسکا یہہ فعل ہے اور حق تعالیٰ
بھی فرماتا ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی یعنی جسکا جو بوجھہ ہے وہ اوسکا
ہم اوسی پر بوجھہ رکھینگے نہ بوجھہ غیر کا غیر پر رکہا جاوے یہہ ہوگا تو آپ
فرماوے کہ وہ جانور حلال اور گوشت اوسکا کیونکر حرام ہے اور حکم وما اہل
بہ لغیر اللہ مین داخل ہو جاویگا یا نہین حالانکہ جانور جو ذبح ہوا ہے وہ واسطے
خوشنودی فاحشہ اور پھر برائے خوشنودی کافر ہے اور پھر برائے خوشنودی
نفس خود تھا تو اب جانور حلال ہوا یا حرام پھر اسیطور سے نیت قصاب کی کب
واسطے خوشنودی خدا کے ہوتی ہے بلکہ نیت اوسکی خاص برائے حصول زر و
فائدہ و فروخت گوشت ہے اور وہ کیونکر جائز ہے اور خوشنودی اوسکی ذبح
جانور مین بنا بر حق تعالیٰ کی نہین ہے بلکہ برائے حصول زر ہے تو زر بھی غیر
اللہ ہے پھر نیت اوسکی وقت ذبح جانور کے یہہ نہین ہوتی ہے کہ خاص یہہ

جانور واسطے فروخت گوشت اہل اسلام کے ہے بلکہ نیت اوسکی فروخت
گوشت مین کافر و مشرک بہی شامل ہے اور مقصود اصل تو ہے وہ بہی
غیر اللہ ہے ۔ اب جواب اسکا نص قطعی سے دیا جاوے اور تاویلات کو
بالائے طاق رکہین پہر اسیطور سے جانور عقیقہ و قربانی و تقریب شادی خطبہ
و غیرہم کیونکر جائز ہین حالانکہ عقیقہ مین یہہ کہا جاتا ہے کہ بالعیوض جانکے
جان اور بالعیوض خون کے خون اور بالعیوض گوشت کے گوشت اور پہر
اسیطور سے حال قربانی کا ہے کہ یہہ بکرا میرا ہے اور یہہ گائے فلان کی ہے
باقی علی ہذا القیاس ۔

بیان حال نیت کافر و مشرک کا

جو بیچ اسلام کے غیر معتبر ہے اوّل تو نیت کافر و مشرک کا شرع شریف مین کچہہ
اعتبار نہین ہے کیونکہ حکم شرعیہ ہے کہ بنا فاسد کے فاسد ہوا کرتی ہے
جس صورت مین کہ بحکم خدا اور رسول علیہ السلام جملہ معبودات اونکے نزدیک
اہل اسلام کے باطل ہین تو یہہ نیت بہی اوسکی جو اوسکو ساتھ اوس جانور
نامزدہ کی ہے نزدیک اہل اسلام کے باطل ہے دیکہو اس حدیث عمر
بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہ عمر بن عاص نے حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
مین عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاص نے وصیت کی تھی کہ
بعد موت میری کے میری طرف سے سو غلام آزاد کرنا تو ہشام نے اوسکی طرف
سے پچاس غلام آزاد کردئے ہین تو فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ نہین صدقہ اور حج اور عتق یعنی بخشش و کرم کرنا سوا اسے اہل اسلام کے

اگر وہ مسلمان ہوتا تو اوسکو اسکا اجر و ثواب ہوتا رواہ ابو الشیخ و ابن حبان بسند
صحیح فی کتاب الوصایا تو اس صورت مین اب کافر و مشرک کی نیت کا کچھہ اعتبار
اسلام مین نہین ہے تو اب اہل اسلام کو لازم نہین ہے کہ نیت بد کافر و مشرک
کو وہ حالت اسلام مین خود تسلیم کرے اور خود کافر نہ بنے بلکہ اوسکو تو یہہ لازم
ہے کہ اول تو اوسکو اور پھر اوسکے نیت کو اور ایمان کو مردود جانے کیونکہ جب
خود جانب حق تعالے سے درمیان کفر اور اسلام کی مخالفت اور ضد ہے
اور پھر نہ باہم موافقت ہے تو اب کیونکر یہہ اوسکے فعل بد و نیت بد و ایمانکی تسلیم
و تصدیق کرتا ہے جو خود کافر ہوا جاتا ہے اور پھر کب حکم خدا اور رسول علیہ السلام
کا ہے کہ تم نیت بد اور ایمان مردود کافر کو قبول کرو تو اسصورت مین جمیع جانور
نامزدہ کفارون کہ جو ازادہ کردہ بلکہ وہ خارج از ملک شدہ سے ہین اب وہ
بطور ازاد اور لاوارث کی ہین یا وہ مانند جانور صحرائی کی ہین اونکو پکڑکے اونسے
محنت و مشقت کا لینا بطور مذلت کفار ہے بلکہ وہ عین مذلت اونکے معبودونکے
ہے اگر اوسکی نیت تقرب ساتھہ معبودون باطلہ اپنکی ہے تو نیت اس اہل اسلام
کے ساتھہ تقرب حق تعالے جلشانہ اپنکی ہے نہ غیر کی مگر جہان قوت اسلام ہونیکی
شرط ہے اب جسوقت وہ اہل اسلام اس جانور آزاد کردہ ہنود کو ساتھہ نام
توحید حق کے ذبح کریگا تو یہہ عین مذلت عقاید کفار و مشرکین کے ہوگی اور
پھر مذلت ہوئی اونکو معبودون باطلہ کی اور چھوڑ دینا اوسکا اہل اسلام کو
بشرط قوت اسلام کی گویا خود عزت و عظمت کرتا ہے اونکے معبودون باطلہ
کا اور تصدیق کرتا ہوا اوسکے ایمان و عقائد کا خوب غور و انصاف سے

ملاحظہ کر کے انصاف فرماوین اور پہر یہہ نام توحید خدا جلشانہ کا وہ نام بہت
زیادہ ہے کہ جب خود کوئی کافر و مشرک اوسکو صدق دل سے لیتا ہے تو اوسکا
تمام عمر کا کفر و شرک اوسی صاف ہو کر دہل جاتا ہے اور وہ پاک صاف ہو کر
خاصہ جنتی ہو جاتا ہے تو اب اس جانور نامزدہ کی کیا حقیقت ہے اور پہر
کیا ماہیت کہ جو ساتھہ نام خدا تعالے لیکے کہ وہ غالب تر ہے اور بزرگ
زیادہ ہے ہر ایک نام مخلوق سے اب وہ جانور حلال نہ ہو نا پاک رہے
ممکن نہین ہے مگر یہہ عقیدہ تو شاید جناب کا نہو گا۔ مگر بندہ کا تو بیشک یہہ
عقیدہ ہے اول تو وہ جانور بذات خود حلال پیدا ہوا تہا نہ حرام پیدا ہوا
دوسرے اگر فرض بھی کیا گیا کہ بوجہہ نامزدہ غیر اللہ کے وہ حسب عقائد منکر کی
ناپاک ہو گیا تھا تو اس نام پاک حق سے جو بوقت ذبح اوسکی لیا گیا وہ
پاک ہو گیا۔ پہر اگر نامزدہ ہونے مین کوئی قباحت ہوتی تو خود حضرت علیہ السلام
نے جو قربانی کہ بنام امت خود کے تھی وہ کیونکر جائز ہوئی پہر حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کو کیون وصیت ہوئی تھی کہ جب تک تم زندہ رہنا ہر سال میرے نام
کی قربانی کیا کرنا چنانچہ جب تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ زندہ رہے ہر سال
برابر قربانی بنام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا کرتے تھے وہ کیونکر جائز ہوئی
مروی ہے عطا از زید بن اسلم رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آیا ایک مرد حضوری صلی اللہ علیہ وسلم مین اور
عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین اپنے باپ کی طرف سے
ایک غلام آزاد کر دون حالانکہ وہ مر چکا تہا آیا ہے واسطے اوسکے کوئی اور ثواب

تو فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہاں ہے اجر اور ثواب اوسکا
واسطے اوسکی رواہ ابن شیبہ مروی ہے عطاء رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تابع ہوتا ہے میت کو بعد موت اوسکی
کے آزاد کرنا غلام اور حج اور دینا صدقہ کا رواہ ابن شیبہ اور بروایت حضرت
ابو جعفر رضی اللہ تعالی عنہ کی آیا ہے کہ حضرت امام حسن وحسین علیہم السلام بعد
وفات جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے غلام آزاد کیا کرتی تھی بنام حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کے رواہ ابن شیبہ پھر روایت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالی
عنہم کی آیا ہے کہ جناب محبوبہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھائی حقیقی
اپنے کے کہ جنکا نام حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالے عنہ ہی غلام آزاد کیا
اور فرمایا کہ اجر و ثواب اسکا بنام حضرت عبدالرحمن برادر حقیقی میرے کے ہے
رواہ ابن شیبہ اور یہ ابن ابی شیبہ وہ شخص ہے اور امام محدثین ہیں
پھر خاص استاد بخاری ومسلم کے ہیں اور وہ بنام موتہم کے غلام آزاد کرنے
کی سند حدیث سے لاتے ہیں اور آیت وما اہل بہ لغیر اللہ کو بھی فرماتے
ہیں اور یہاں صرف جانور نامزد وہو جانے سے وہ جانور اور کھانا گیارہوین
کا اور فاتحہ کا حرام کیا جاتا ہے خوب انصاف اور علم ہے اب ہم منکرین سے
دریافت کرتے ہیں کہ یہ جملہ غلام وغیرہ جو بنام موتٰی کے آزاد ہوئے بغرض وہ
بنا بر خوشنودی خدا کی تھی یا بنا بر خوشنودی موتہم کی تھی انصاف کرکے
جواب دیا جاوے اور آنحضرت کو بھی کوئی خطاب کفر و شرک کا دیا جاوے

اور ہمارے نزدیک نامزدہ ہوجانے جانورسے کوئی قباحت شرعیہ نہین
ہے اگر کوئی قباحت شرعیہ ہوتی تو زمانہ خیر القرون مین بلکہ خاص زمانہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم جو باغ اور کوان خاص بنام ام سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا
پھر بعد موت اونکی کے کیونکر مشہور ومعروف ہوا اور کوئی بدعت وشرک
وکفر نہوا جسکی شاہد یہہ حدیث ہے وعن سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ام سعد ماتت فای
صدقۃ افضل قال علیہ السلام فحفر بیرًا وقال ہذا لام سعد رواہ
ابوداؤد واحمد وشرح مشکوۃ اور بخاری کی روایت مین باغ بنام ام سعد
کی ہے آپ گواہ رہین اور یہہ حدیث بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالے
عنہ سے ہے ترجمہ روایت ہے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالے
عنہا سے کہ حاضر حضور ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مان میری مرگئی ہے کیا صدقہ کرون مین واسطے اوسکے کہ جو افضل ہو
ہو واسطے اوسکے تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہتر صدقہ
پلانا ہے پانیکا تو پھر کھودا ابن نے ایک کنوان اور کہا یہہ کنوان ام
کا ہے چنانچہ وہ کنوان آج تک بنام ام سعد کے معروف ومشہور ہے
اگر نامزدہ ہونے مین کوئی قباحت شرعیہ ہوتی تو پھر یہہ کنوان کیونکر بنام
ام سعد کے نہین زمانہ خیر القرون مین نامزدہ ہوکر شہرت پاتا انصاف کرو
حالانکہ ام سعد کا انتقال ہوچکا تھا اور بعد موت اونکی کے یہہ کنوانا

خاص بنام اونکے معروف ومشہور ہوا ہے اور کوئی بدعت وکفر اور شرک نہوا اور جو آپ یہہ کہانا گیارہوین وفاتحہ خوانی کا جو بنام حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ کے ویا بنام بزرگان دین کے ہوتا ہے وہ کیونکر کفر وبدعت کیا جاتا ہے بلکہ اب یہہ حدیث ہمکو بہت بڑی سند اوپر کرنے گیارہوین کی جو خاص بنام پیران پیر قدس اللہ تعالے سرہ کے ہوتی ہے وہ اب واجب ولازم ہوگی اور یہہ جایز ہوگیا خود سند اس حدیث سے ہمکو لگانا سبیل کا ماہ محرم وغیرہ میں خاص بنام حضرت امام حسین علیہ اسلام کے یا بنام دیگر بزرگان دینی کے یا بنام والدین اپنی کے یا کسی اور اہل اسلام کے نام سے تو یہہ امر کرنا نہایت درجہ ہمکو درست وجائز ہے بلکہ حسنات مین سے ہے یہہ افضل ہے فعل اور موجب ثواب کا ہے پس اب ہر حال مین یہہ فاتحہ خوانی اور گیارہوین جو بطور ایصال ثواب بنیت سے ہے تو یہہ موجب اجر اور باعث ثواب کا ہے اور منکر اسکا اب باز رکھنے والا ہے اہل اسلام کو خاص ایصال ثواب سے بلکہ وہ دشمن ہے مانند شیطان کے خصوصاً حق مین میت کے کہ باز رکھتا ہے یہہ اوسکو اجر اور حصول ثواب سے اور کرنی دعا واستغفار وصدقہ وغیرہم سے ثواب اس شخص پر لا حول ولا قوت الا باللہ العظیم کہنا اور یہہ صورت اوسکی کے ہر دم وہر ساعت ہر ایک کو واجب ولازم ہے یہان وہ جانور بیشک حرام ہے جو ہر وقت ذبح جانور کے صرف نام حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یا فلانا رحمت اللہ علیہ کا لیا جاویگا اور بسم اللہ اللہ اکبر نہ کہا جاویگا وقت ذبح جانور کے

اور صرف خواجہ یا غوث کے نام سے وہ ذبح ہوگا تو بیشک حکم وما اہل بہ
لغیر اللہ میں داخل ہوجاویگا اور اگر نامزدہ جانور جو ساتھ نام خدا کے ذبح کیا جاویگا
اور اگر نامزدہ جانور جو ساتھ نام خدا کے ذبح کیا جاویگا وہ حلال وطیب ہے۔ اب
رہا ثبوت کرنا نذر ونیاز کا جو بنام بزرگان دین کی ہوتی ہے وہ بہتر ہے
بلکہ افضل ہے بحکم خدا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کیونکہ جب خود ہمکو
حق تعالے فرماچکا ہے ولیوفوا نذورہم یعنی تم پوری کرو نذریں اپنی کو جو
تمنے کہی ہیں وفا کرنا اونکا ضرور ہے پھر دوسری جا ارشاد کیا ہے قولہ تعالے
وما انفقتم من نفقة او نذرتم من نذر فان اللہ یعلمہ وما للظلمین من
انصار۔ ترجمہ اور جو کچھ خرچ کروگے تم خیرات سے یا قبول کوئی نذر اور
منت کروگے تو اللہ تعالی کو معلوم ہے اور گنہگاروں کا کوئی نہیں مددگار اگر
وہ نذر اوسکے ساتھ خیر کی ہے تو موجب اجر وثواب کا ہے اور جو نذر اوسکی
بدی کی تو موجب اوسکے عذاب ہوگا۔ قولہ تعالے ذوی القربی والیتمی والمسکین
ترجمہ کہلاؤ تم اونکو بطور احسان کے جو ذوالقربا ہوں یہ طریقہ سنت کا
ہے اور بہتر وافضل ہے واسطے ایصال ثواب میت کے فقط